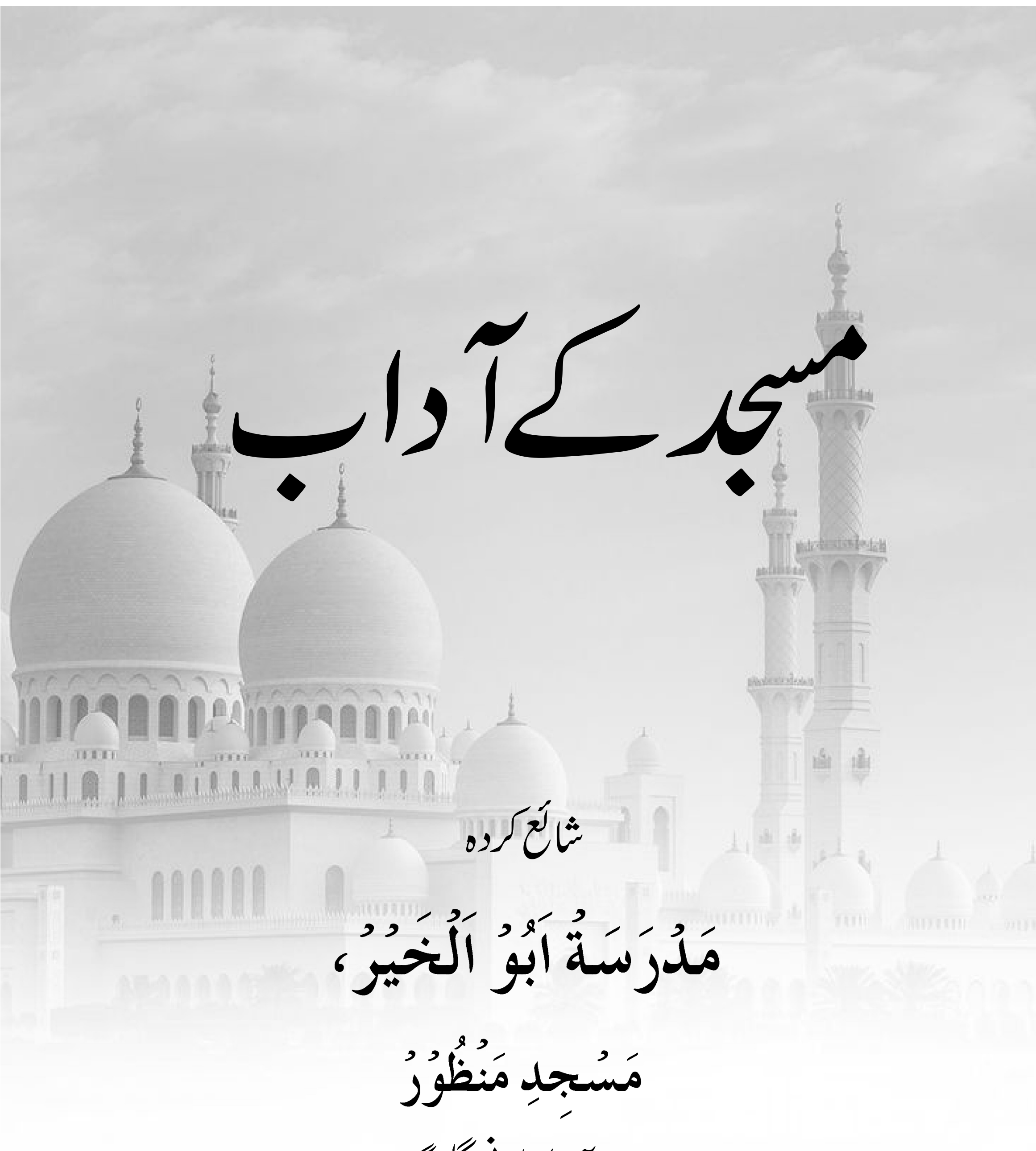


مسجد کے آداب

شائع کردہ

مَدُرَسَۃُ اَبُوُ اَلُخَیُرُ،

مَسُجِدِ مَنُظُوُرُ

اسلام آباد کالونی،گلبرگہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ، أَمَّا بَعْدُ،

مساجد کا احترام

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر، اہلِ ایمان کا روحانی مرکز اور اسلامی معاشرے کی سب سے مقدس درسگاہ ہے۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں مسلمان دن میں کئی مرتبہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں، قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں، علمِ دین حاصل کرتے ہیں اور اپنی روحانی تربیت کا سامان پاتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے مساجد کے احترام، اس کے تقدس اور اس کے آداب کو غیر معمولی اہمیت عطا فرمائی ہے۔

تاہم جس طرح ہر عبادت کے کچھ آداب اور تقاضے ہوتے ہیں، اسی طرح مسجد میں حاضری کے بھی کچھ آداب ہیں جن سے واقفیت اور ان پر عمل مسجد کے حسن، پرسرور ماحول اور روحانیت میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ مگر ایک نہایت افسوسناک اور قابلِ غور المیہ ہے کہ آج کے دور میں کچھ نادان مسلمانوں نے مسجد کے تقدس، وقار اور اس کے مخصوص آداب کو عدمِ توجہ یا لاعلمی کی وجہ سے پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ آج بہت سے مسلمانوں نے مسجد کے ماحول کو اس درجہ معمولی سمجھ لیا ہے کہ گویا یہ ایک عام بیٹھک، تفریحی مقام یا اپنے گھر کا صحن ہو، جہاں جس طرح چاہیں وقت گزار لیا

جائے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی بعض لوگوں کے اندازِ گفتگو، نشست و برخاست اور عمومی رویّے سے یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں موجود ہیں۔ دنیاوی اداروں کے بارے میں ہمارا رویہ اور مساجد کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل ایک دوسرے سے بالکل متضاد نظر آتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی لائبریری میں بلند آواز سے بات کرے تو فوراً اسے خاموش رہنے کی تنبیہ کی جاتی ہے یا ایسے شور کرنے والے شخص کو وہاں سے خارج بھی کر دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں دوسرے موجود لوگ مطالعہ اور فکری یکسوئی میں مشغول ہوتے ہیں۔ اسکولوں، کالجوں اور تربیتی مراکز میں نظم وضبط کا سختی کے ساتھ انتظام رہتا ہے۔ دفاتر کے میٹنگ ہالوں میں معمولی بے ترتیبی بھی قابلِ برداشت نہیں ہوتی۔ عدالتوں میں تو خاموشی اور وقار اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ شور وغوغا کو عدالت کی توہین تصور کیا جاتا ہے۔ ان تمام مقامات پر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضوابط کا احترام کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی گفتگو، حرکات اور رویوں کو ان حدود کا پابند بناتے ہیں، مگر افسوس کہ مسجد جیسے مقدس مقام میں وہی حساسیت، سنجیدگی اور احساسِ ذمہ داری کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنے رب کے حضور حاضر ہوتا ہے، جہاں سے ایمان، تقویٰ اور اصلاحِ نفس کی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اگر ہم مسجد کے تقدس کو بھی ایک عام جگہ کی طرح لینے لگیں، اس کے ماحول اور اس کے حقوق کے بارے میں بے فکری اختیار کر لیں، تو یہ ہمارے دینی شعور کی کمزوری کی علامت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے طرزِ فکر کا از سرِ نو جائزہ لیں اور یہ سمجھیں کہ مسجد کا احترام صرف ظاہری تعظیم کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مستقل احساس اور ذمہ داری کا تقاضا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے گھر میں ہمارا ہر قدم، ہر حرکت اور ہر رویہ اس مقام کی عظمت کے مطابق ہونا چاہیے، ورنہ محض مسجد میں حاضری انسان کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو ادب، شعور اور تعظیم کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اہلِ ایمان کو نہایت اہم ہدایت دیتے ہوئے فرمایا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی ان کے سامنے اس طرح بلند آواز سے بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات، ۲)

یہ آیت اگرچہ براہِ راست رسول اللہ ﷺ کے ادب اور تعظیم کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس سے یہ عظیم اصول بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دینی مجالس اور شعائرِ اسلام کے احترام کے لیے آواز، گفتگو اور طرزِ عمل میں وقار اور سنجیدگی اختیار کرنا ضروری ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی مجلس میں آواز بلند کرنے سے منع فرمایا اور اسے اعمال کے ضائع ہونے جیسے سنگین انجام سے جوڑا، تو ایک مسلمان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اللہ کے گھر میں، جہاں دن رات اس کا ذکر ہوتا ہے، وہاں شور وغوغا، بلند آواز گفتگو، ہنسی مذاق اور غیر ضروری باتوں سے کس قدر اجتناب کرنا چاہیے۔ مسجد میں آنے والے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے لہجے، آواز، گفتگو اور حرکات وسکنات میں وقار پیدا کرے۔ اگر ایک مومن رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے ادب کے پیشِ نظر اپنی آواز کو پست رکھنے کا حکم پاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں بھی اسے خاموشی اور سنجیدگی کو اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ یہی تقویٰ، شعورِ بندگی اور شعائرِ اسلام کے احترام کا تقاضا ہے۔

بچوں کا شور اور والدین کی ذمہ داری

مسجد محض ایک عمارت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکر، تلاوتِ قرآن، دعا اور روحانی تربیت کا مرکز ہے۔ ایسی جگہ پر افسوس کے ساتھ آج کل یہ بلکل ہی عام ہوگیا ہے کہ لوگ، بلواسطہ یا بلاواسطہ مسجد میں انجانے طور پر غیر اخلاقی حرکات سے دوسروں کی عبادت و یکسوئی کو متاثر کر رہے ہیں۔ اس میں سب سے زیادہ تشویشناک صورتِ حال یہ ہے کہ والدین اور سرپرست اپنے بچوں کو بنا ادب سکھائے، مسجد میں انتہائی غیر ذمہ داری کے ساتھ لے آتے ہیں۔ نتیجتاً بچے دوڑتے، کھیلتے، شور مچاتے، نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں اور بعض اوقات مسجد کا ماحول اس قدر متاثر ہو جاتا ہے کہ عبادت کرنے والوں کی توجہ منتشر ہو جاتی ہے۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں، ان سے غلطیاں اور شرارتیں سرزد ہونا فطری امر ہے، لیکن اصل سوال بچوں کی معصومیت کا نہیں بلکہ بڑوں کی ذمہ داری کا ہے۔ جس طرح والدین اپنے بچوں کو اسکول کے آداب، اساتذہ کے احترام اور معاشرتی اصول سکھاتے ہیں، اسی طرح ان پر لازم ہے کہ مسجد کے احترام اور عبادت کے ماحول کی حفاظت کا شعور بھی پیدا کریں۔ اگر بچوں کو شروع ہی سے یہ سکھایا جائے کہ مسجد کھیل کود، شور وغل اور ہنگامہ آرائی کی جگہ نہیں بلکہ عبادت کا مقام ہے تو وہ آہستہ آہستہ اس کی اہمیت سمجھتے ہوئے آداب کے پیروکار بن جایں گے۔

بچوں کی تربیت اور انہیں مسجد سے وابستہ کرنا یقیناً ایک اہم دینی ذمہ داری ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، جہاں خشوع وخضوع کا ماحول قائم رہنا چاہیے۔ اگر بچوں کو مسجد سے جوڑنے کے نام پر مسجد کے سکون، وقار اور نمازیوں کی یکسوئی کو متاثر کیا جائے تو یہ ایک ایسی بے اعتدالی ہوگی جس کے نتائج پورے ماحول پر مرتب ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ (سنن ابوداؤد، ۴۹۵)
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو نماز کی عملی تربیت دینے کا ایک مناسب مرحلہ اور عمر مقرر کی گئی ہے۔ تربیتی نظام میں ہمیشہ تدریج کا اصول ہوتا ہے۔ چنانچہ بچوں کے شعور کے مطابق انہیں آداب سے آشنا کرنا چاہیئے۔ پہلے بچے کو احساسِ پاکیزگی، صفائی، وضو، مسجد کے احترام اور عبادت کے آداب سکھائے جائیں، پھر اسے نماز اور مسجد کی طرف رغبت دلائی جائے۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایسے کم سن بچوں کو بھی مسجد لایا جاتا ہے جو ابھی نہ نماز کی عمر کو پہنچے ہوتے ہیں، نہ صفائی کا انہیں احساس رہتا ہے، نہ خاموشی کی اہمیت سمجھتے ہیں، نہ صفوں کے آداب جانتے ہیں اور نہ ہی مسجد کے تقدس کا شعور رکھتے ہیں۔ نتیجتاً وہ مسجد کے اندر ہنگامہ کرتے ہیں جس سے مسجد کا پورا ماحول متاثر ہو جاتا ہے۔

یقیناً والدین کی نیت، اپنے بچوں کی تربیت اور مسجد کے آداب کے متعلق عموماً اچھی ہی ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بچوں کے دل میں مسجد کی محبت پیدا ہو اور ان کا تعلق اللہ کے گھر سے قائم ہو۔ یہ مقصد اپنی جگہ قابلِ قدر ہے، لیکن محبت پیدا کرنے کے ساتھ ادب سکھانا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔

اگر کسی بچے کو مسجد میں آنے سے پہلے یہ نہیں سکھایا گیا کہ مسجد میں آہستہ بولنا ہے، دوڑنا نہیں ہے، کھیلنا نہیں ہے، نمازیوں کو تنگ نہیں کرنا ہے اور اللہ کے گھر کا احترام کرنا ہے، تو اس کی موجودگی دوسروں کے لیے آزمائش بن سکتی ہے۔

جس طرح ہم اپنے بچوں کو ہر معاملے اور ہر مقامات کے اصول وضوابط سکھاتے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر مسجد کے آداب سکھانا ہماری ذمہ داری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچہ کو نماز کے ارکان سکھائیں، خاموشی سے بیٹھنے کی ترغیب دیں، مسجد کے آداب بتائیں اور پھر تدریج کے ساتھ مسجد لے جائیں۔ جو بچہ مسجد کے احترام، نظم وضبط اور عبادت کے آداب سیکھ کر بڑا ہوگا، وہی آگے چل کر مسجد کا حقیقی قدردان بنے گا۔ لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو مسجد لانے کے ساتھ، مسجد کے ادب واحترام کا شعور بھی ان کے دلوں میں پیدا کریں، تاکہ اللہ کے گھروں کا وقار اور روحانیت برقرار رہ سکے۔

بلاشبہ بچوں کے بارے میں ایک ہی حکم کو تمام بچوں پر منطبق کرنا درست نہیں، ظاہر ہے کہ ہر بچے کی طبیعت، سمجھ بوجھ، سنجیدگی اور تربیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ بعض بچے کم عمری کے باوجود نہایت سمجھدار، باادب اور مسجد کے آداب کا خیال رکھنے والے ہوتے ہیں، جبکہ بعض بچے نسبتاً بڑی عمر میں بھی شرارت، بے توجہی یا غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لیے محض عمر کو معیار بنانے کے بجائے بچے کے طرزِ عمل، سمجھ بوجھ اور نظم وضبط کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی بچہ مسجد کے ادب، خاموشی اور نماز کے تقاضوں کا لحاظ رکھتا ہے تو اس کے صف میں کھڑے ہونے

میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کسی بچے کے بارے میں غالب گمان ہو کہ وہ شور، شرارت یا نمازیوں کی توجہ میں خلل کا سبب بن سکتا ہے تو والدین اور سرپرستوں کو اس کی خصوصی نگرانی کرنی چاہیے اور اسے مناسب جگہ پر اپنے قریب رکھنا چاہیے۔ مختصراً اصل مقصد عمر کا تعین نہیں بلکہ مسجد کے وقار، نماز کے سکون اور نمازیوں کی یکسوئی کو برقرار رکھنا ہے، تاکہ کسی کی عبادت دوسرے کے لیے پریشانی یا خلل کا باعث نہ بنے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ بچوں کے شور شرابے کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، اور اگر کوئی شخص نمازیوں کی یکسوئی اور مسجد کے ادب کی خاطر توجہ دلائے تو فوراً غیر اخلاقی مظاہرہ کرتے ہوئے ناراضگی کا تاثر دیتے ہیں گویا ان کے بچوں کو مسجد سے دور کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سمجھنے والی بات ہے کہ اصل مسئلہ بچوں کا نہیں بلکہ مسجد کے آداب کی رعایت کا ہوتا ہے۔

مسجد کے آداب کی رعایت کرنا ایمان، تقویٰ اور شعورِ بندگی کا تقاضا ہے۔ لہٰذا ہر نمازی کو چاہیے کہ وہ خود بھی مسجد کے ادب، وقار کا مکمل خیال رکھے اور دوسروں کے لیے بھی آسانی کا سبب بنے۔ اگر مسجد میں کسی جانب سے غیر ضروری شور وغل، بلند آواز میں گفتگو، بچوں کی بے قابو شرارت یا کوئی ایسا عمل نظر آئے جس سے نمازیوں کی عبادت متاثر ہو رہی ہو، تو حکمت، نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو خیر کی تلقین کریں اور غلطی پر محبت اور اخلاص کے ساتھ توجہ دلائیں۔ البتہ اصلاح کا انداز ایسا ہو جو دلوں کو جوڑے اور اختلاف پیدا نہ کرے۔

مسجد کا وقار

مسجد کسی فرد، خاندان یا محلے کے لئے ذاتی جگہ نہیں بلکہ پورے معاشرے کی مشترکہ عبادت گاہ ہے۔ یہاں ہر نمازی کو حق حاصل ہے کہ وہ سکون، خشوع اور اطمینان کے ساتھ عبادت انجام دے سکے۔ جب دنیاوی اداروں کے لیے نظم وضبط ضروری سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے گھروں کے لیے اس سے کہیں بڑھ کر ادب، خاموشی، وقار اور ذمہ داری مطلوب ہونی چاہیے۔ ایک مومن کا شایانِ شان رویہ یہی ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اپنے دل، زبان اور اعمال کو اس مقدس مقام کے احترام کے تابع کر دے، تاکہ مسجد اپنی اصل روح اور اپنی عظمت کے ساتھ باقی رہ سکے۔

مساجد کے آداب اور ان کے تقدس کے حوالے سے ایک پہلو ایسا بھی ہے جس کی طرف توجہ درکار ہے، اور وہ بعض بزرگ، ضعیف اور عمر رسیدہ حضرات کا مسجد کے اندر نسبتاً بلند آواز میں گفتگو کرنا ہے۔ یقیناً ہمارے بزرگ ہمارے لیے قابلِ احترام ہیں، ان کی عمر، تجربہ اور دین سے وابستگی ہمارے لیے باعثِ عزت ہے۔ عمر کے اس دراز حصے میں جسمانی کمزوریوں کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ بہت سے بزرگوں کی سماعت پہلے جیسی نہیں رہتی، جس کی وجہ سے وہ غیر ارادی طور پر بلند آواز میں گفتگو کرتے ہیں جس سے انہیں اپنی آواز کی شدت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ مگر یہ بات مسجد کے ہر فرد کے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ مسجد میں ہر وقت لوگ نماز، تلاوت، ذکر، دعا، مراقبہ اور دینی

مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں اور یہ مسجد میں موجود ہر فرد کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ مکمل ادب کا مظاہرہ پیش کرے اور اپنی کی ذات کی وجہ سے کسی کے خشوع وخضوع یا عبادت میں خلل نہ ہو۔

مسجد میں اس طرح سے طرزِ عمل ہونا چاہئے کہ اگر خیریت دریافت کرنی ہو، کسی دوست یا عزیز سے ملاقات ہو جائے یا کسی معاملے پر تفصیلی گفتگو مقصود ہو تو حتی الامکان مسجد کے باہر تشریف لے جایا جائے۔ اگر مختصر سلام و دعا یا خیریت دریافت کرنا مقصود ہو تو آہستہ انداز میں کیا جا سکتا ہے، لیکن طویل گفتگو اور بلند آواز میں تبادلہِ خیال مسجد کے ماحول کے شایانِ شان نہیں۔

درحقیقت یہ وہ آداب ہیں جن کے لیے ہر وقت کسی کی تنبیہ یا نگرانی کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ ایک صاحبِ ایمان شخص کے دل میں خود یہ احساس موجود ہونا چاہیے کہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے گھر میں موجود ہے، جہاں پر احترام ایک لازم امر ہے۔ مسجد کا سکون، خاموشی اور وقار کسی ایک فرد، ایک طبقے یا ایک عمر کے لوگوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر نمازی کی مشترکہ امانت ہے۔ بچے ہوں یا نوجوان، ادھیڑ عمر افراد ہوں یا بزرگ، سب کو اس امانت کی حفاظت کرنی ہے۔ جب ہر شخص اپنے آپ کو دوسروں کی عبادت کے لیے آسانی کا ذریعہ بنائے گا تو مسجد کا ماحول بھی روحانیت اور خشوع کا آئینہ دار بنے گا، اور یہی درحقیقت اللہ کے گھر کا حق اور اس کے ادب کا تقاضا ہے۔

مسجد میں چند قابلِ اصلاح اعمال

یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ بہت سے نمازی غیر شعوری طور پر ایسی عادات اور حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اگرچہ ان کی نظر میں معمولی ہوتی ہیں، لیکن مسجد کے روحانی ماحول پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ اکثر یہ امور بدنیتی کی وجہ سے نہیں بلکہ غفلت، لاپرواہی یا آدابِ مسجد سے ناواقفیت کے باعث سرزد ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مسلمان ان معاملات پر غور کرے اور اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لے تاکہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا ادب و احترام مکمل طور پر برقرار رہ سکے۔

مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر گفتگو کرنا

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض افراد مسجد میں داخل ہوتے وقت یا نماز کے بعد مسجد سے نکلتے وقت دروازوں کے عین سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہیں ملاقاتیں ہوتی ہیں، مصافحے کیے جاتے ہیں، خیریت دریافت کی جاتی ہے اور بعض اوقات طویل گفتگو بھی شروع ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً آنے جانے والوں کو دشواری پیش آتی ہے، راستہ تنگ ہو جاتا ہے اور مسجد کا نظم متاثر ہوتا ہے۔ حالانکہ مسجد کے صحن یا باہر کھلی جگہوں میں کھڑے ہو کر بآسانی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ دروازے راستے کے لیے بنائے جاتے ہیں، مجلس اور ملاقات کے لیے نہیں۔ اس لیے ہر نمازی کو چاہیے کہ دروازوں کو بلاضرورت رکاوٹ کا سبب نہ بنائے اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کریں۔

جوتوں اور چپلوں کو مسجد کی حدود تک لے آنا

ایک اور عام غفلت یہ ہے کہ بعض لوگ جوتے یا چپل پہن کر مسجد کی حدود کے کافی اندر تک چلے آتے ہیں اور پھر کسی ستون، دیوار یا دروازے کے قریب انہیں اتارتے ہیں۔ حالانکہ جوتے اور چپل باہر کی گندگی، گرد و غبار اور نجاستوں کے اثرات اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اگرچہ یہ کام اکثر غیر ارادی طور پر ہوتا ہے، لیکن اس میں احتیاط کی شدید ضرورت ہے۔ مسجد کی حدود کا احترام یہی ہے کہ جہاں جوتے اتارنے کی جگہ مقرر ہو، وہیں جوتے اتار دیے جائیں اور مسجد کے فرش، برآمدوں اور پاکیزہ مقامات کو ہر ممکن آلودگی سے محفوظ رکھا جائے۔

مسجد میں دنیاوی گفتگو اور غیر ضروری بات چیت

بعض افراد نماز سے پہلے یا بعد میں مسجد کے کسی گوشے، ستون یا کرسی کے پاس بیٹھ کر دنیاوی معاملات پر گفتگو میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کی آواز بہت بلند نہیں ہوتی، لیکن مسجد کا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ معمولی آواز بھی دور تک سنائی دیتی ہے اور عبادت میں مشغول افراد کی توجہ متاثر ہوتی ہے۔ اذان اور نماز کے درمیان کا وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے، جسے ذکر، تلاوت، استغفار، دعا اور نوافل میں صرف کیا جانا چاہیے۔ افسوس کہ بعض لوگ اس مبارک وقت کو غیر ضروری گفتگو میں گزار دیتے ہیں اور انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کی باتیں دوسروں کے لیے خلل کا سبب بن رہی ہیں۔

تلاوتِ قرآن میں دوسروں کی عبادت کا خیال نہ رکھنا

قرآنِ کریم کی تلاوت یقیناً عظیم عبادت ہے، لیکن مسجد میں تلاوت کرتے وقت دوسروں کی عبادت کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ بعض افراد اپنی تلاوت اتنی بلند آواز سے کرتے ہیں کہ قریب نماز پڑھنے والے، ذکر کرنے والوں یا دعا میں مشغول افراد کا خشوع متاثر ہونے لگتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ اونچی آواز سے قرائت کر رہے ہیں۔ آپ نے پردہ ہٹایا اور فرمایا، ''خبردار! تم بلاشبہ سب کے سب اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو مگر کوئی دوسرے کو ہرگز (اپنی آواز سے) ایذا نہ دے اور قرائت (یا نماز) میں اپنی آواز دوسرے پر بلند نہ کرے۔''
(سنن ابوداؤد، ۱۳۳۲)

لہٰذا اگر مسجد میں کوئی بھی شخص نماز یا عبادت میں مشغول ہو تو تلاوت ایسی آواز میں ہونی چاہیے جو صرف خود تک محدود رہے۔ البتہ اگر باقاعدہ درسِ قرآن، تعلیم یا اجتماعی تعلیم کا حلقہ ہو تو اس کا حکم الگ ہے، کیونکہ وہاں تمام حاضرین اسی مقصد کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

عبادت میں غیر شعوری آوازوں کی عادت سے مجبور

بعض اوقات نمازی اپنی انفرادی نماز، نوافل یا تلاوت کے دوران غیر شعوری طور پر ایسی آوازیں نکالتے ہیں جو اردگرد موجود افراد کے لیے باعثِ کراہت بن جاتی ہیں۔ کبھی الفاظ کو غیر معمولی

کھینچنا، کبھی بلند سرگوشی، کبھی زبان یا حلق سے بار بار غیر ضروری آوازوں کا نکلنا، یہ سب امور نمازیوں کی خشوع کو متاثر کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص میں ایسی عادت موجود ہو تو اسے اپنی اصلاح اور تربیت کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کی عبادت دوسروں کے لیے تکلیف کا ذریعہ نہ بنے۔ عبادت کا حسن صرف اپنے خشوع میں نہیں بلکہ دوسروں کے خشوع کا احترام کرنے میں بھی ہے۔

مسجد میں عبادت کے ماحول کو برقرار رکھنا

یہ تمام امور بظاہر معمولی محسوس ہوتے ہیں، لیکن جب یہی چھوٹی چھوٹی بے احتیاطیاں عام ہو جاتی ہیں تو رفتہ رفتہ مسجد کا پورا ماحول متاثر ہونے لگتا ہے۔ مسجد کی اصل روح خاموشی، وقار، خشوع، ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں ہے۔ لہٰذا ہر نمازی کو چاہیے کہ وہ مسجد میں اپنے ہر عمل، ہر گفتگو، ہر حرکت اور ہر آواز کا جائزہ لے اور یہ سوچے کہ اس کے عمل سے کہیں کسی دوسرے نمازی کی عبادت یا توجہ تو متاثر نہیں ہو رہی۔ یہی احساسِ ذمہ داری درحقیقت آدابِ مسجد کی بنیاد ہے اور یہی ایک باشعور اور مہذب مسلمان کی پہچان بھی۔

صفِ اول میں بچوں کو کھڑا کرنا

نماز کی صفوں کے متعلق شریعت نے ایک خاص نظم اور ترتیب مقرر کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے قریب (پہلی صفوں میں) تم میں سے عقل و فہم اور سنجیدگی والے لوگ کھڑے ہوں، پھر وہ جو (اس میں) ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ تین بار فرمایا۔ (صحیح مسلم، ۴۳۲)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صفوں میں بالغ، سمجھدار اور ذمہ دار افراد کا ہونا مطلوب ہے تاکہ اگر نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ اس کا صحیح انداز میں خیال رکھ سکیں۔ اسی وجہ سے فقہاء نے لکھا ہے کہ بہت چھوٹے، ناسمجھ اور غیر ممیّز بچوں کو صفِ اول میں کھڑا کرنا مناسب نہیں، بلکہ انہیں اپنے والدین یا سرپرستوں کے ساتھ مناسب جگہ پر کھڑا کیا جائے۔

مسجد میں انگلیاں چٹخنا

مسجد میں بیٹھے ہوئے انگلیاں چٹخانا، جوڑوں کو زور سے توڑنا یا ایسی حرکات کرنا جن سے آواز پیدا ہو، آدابِ مسجد کے منافی ہے۔ اکثر لوگ اس عمل کو معمولی سمجھتے ہیں اور عادت کی بنا پر، لاشعوری میں ہمیشہ اس میں مبتلا رہتے ہیں، لیکن ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس عمل پر حدیث میں وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز کی حالت میں اپنی انگلیاں نہ چٹخاؤ۔ (سنن ابن ماجہ، ۹۶۵)

بعض علماء کے نزدیک نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔ لہذا مسجد میں بیٹھے ہوئے بلاضرورت بار بار انگلیاں چٹخانا بھی آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔

مسجد میں آمدورفت میں آسانی

مسجد کے آداب میں ایک نہایت اہم مگر عموماً نظرانداز کر دی جانے والی بات یہ بھی ہے کہ سنتوں اور نوافل کی ادائیگی کے دوران دوسرے نمازیوں کی سہولت، آمدورفت اور آسانی کا مکمل خیال رکھا جائے۔ بہت سے لوگ فرض نماز کے بعد یا جماعت سے قبل سنتیں اور نوافل ادا کرتے وقت اس پہلو پر توجہ نہیں دیتے، حالانکہ شریعتِ مطہرہ نے عبادت کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق اور ان کی سہولت کا بھی حکم دیا ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جماعت ختم ہونے کے بعد بعض افراد اسی جگہ نوافل شروع کر دیتے ہیں جہاں وہ فرض نماز ادا کر رہے تھے، جبکہ ان کے آگے یا اطراف میں موجود نمازی ابھی مسجد سے نکلنا چاہتے ہیں۔ نتیجتاً آگے کی صفوں میں بیٹھے لوگوں کو نکلنے کے لیے دشواری پیش آتی ہے، انہیں نمازیوں کے سامنے سے گزرنا پڑتا ہے یا تنگ راستوں سے گزرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ بسا اوقات ایک شخص کی انفرادی عبادت کئی افراد کے لیے زحمت اور پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ حالانکہ اگر تھوڑا سا ادھر یا ادھر ہو کر کشادہ جگہ میں نماز ادا کی جائے تو نہ عبادت میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

اسی طرح بعض افراد پوری مسجد میں خالی جگہ موجود ہونے کے باوجود عین ایسی جگہ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں جو نمازیوں کی آمد و رفت کا راستہ ہوتی ہے۔ کبھی مسجد کے دروازے کے قریب، کبھی صفوں کے درمیان، اور کبھی آخری صف کے وسط میں اس انداز سے نماز شروع کرتے ہیں کہ لوگوں کے لیے گزرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً آنے جانے والے افراد تردد میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ سامنے سے گزریں، پیچھے سے نکلیں یا انتظار کریں۔ یہ کیفیت مسجد کے نظم و سکون کے خلاف ہے اور اس سے غیر ضروری الجھن پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز ایسی جگہ ادا کی جائے جہاں دوسروں کے لیے آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اگر مسجد میں مناسب جگہ موجود ہو تو نمازی کو چاہیے کہ کسی ستون، دیوار یا کنارے کے قریب نماز پڑھے یا ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں لوگوں کے چلنے پھرنے کا عمومی راستہ نہ ہو۔ خصوصاً فرض نماز کے بعد جب لوگ مختلف سمتوں میں حرکت کر رہے ہوتے ہیں، اس وقت مزید احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں "سترہ" کی بڑی اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ (سامنے) سترہ رکھ کر نماز پڑھے۔ (سنن ابو داؤد، ۶۹۸)۔ ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو اس کے آگے سے گزرنے والا اس کی نماز کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ (صحیح مسلم، ۴۹۹)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ اختیار کرنا صرف ایک مستحب عمل ہی نہیں بلکہ نماز کے آداب اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ جب نمازی سترہ رکھ کر نماز

پڑھتا ہے تو مسجد میں موجود دوسرے نمازیوں کے لئے بھی وہاں چلنے اور پھرنے کی آسانی فراہم کرتا ہے۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت کا مزاج تنگی پیدا کرنا نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنا ہے۔ ایک مسلمان کی عبادت اس وقت مزید خوبصورت ہو جاتی ہے جب وہ اپنی عبادت کے ساتھ دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھتا ہے۔ مسجد میں نوافل، سنتیں اور ذکر و اذکار یقیناً عظیم عبادات ہیں، لیکن ان عبادات کی ادائیگی اس انداز میں ہونی چاہیے کہ کسی نمازی، آنے والے یا جانے والے شخص کو تکلیف، دشواری یا غیر ضروری زحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ درحقیقت دوسروں کے لیے راستہ کھلا رکھنا، لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا اور اپنی عبادت کو نظم و وقار کے ساتھ ادا کرنا بھی آدابِ مسجد کا اہم حصہ اور ایک مہذب اسلامی معاشرے کی علامت ہے۔

مسجد کی خدمت

مسجد کے آداب صرف ادب کے ساتھ بیٹھنے یا عبادت میں یکسوئی برقرار رکھنے تک محدود نہیں ہیں، بلکہ مسجد کی املاک، سہولیات اور وسائل کی حفاظت اور ان کا ذمہ دارانہ استعمال بھی آدابِ مسجد کا ایک اہم حصہ ہے۔ مسجد میں موجود پانی، وضو خانے، طہارت خانے، بجلی، پنکھے، روشنی کا نظام، فرش، قالین اور دیگر تمام سہولیات درحقیقت مسلمانوں کی امانت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت اور عبادت گزاروں کی سہولت کے لیے مہیا کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان چیزوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے ساتھ ان کے استعمال میں احتیاط، اعتدال اور ذمہ داری کا مظاہرہ بھی کرے۔ بعض اوقات محض لاپرواہی کی وجہ سے وضو میں بلاضرورت زیادہ پانی بہایا جاتا ہے، نل کھلے چھوڑ دیے جاتے ہیں، طہارت خانوں کی صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا، غیر ضروری طور پر پنکھے، لائٹیں یا دیگر برقی آلات چلتے رہتے ہیں، یا مسجد کی دیگر سہولیات کو اس انداز میں استعمال کیا جاتا ہے جس سے مسجد کے اخراجات میں غیر ضروری اضافہ ہوتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے اسراف اور فضول خرچی سے ہر حال میں منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ وضو جیسے عظیم عمل میں بھی پانی کے غیر ضروری استعمال کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ اس لیے مسجد کے وسائل کا ضیاع نہ صرف انتظامی اعتبار سے نقصان دہ ہے بلکہ دینی اعتبار سے بھی ایک قابلِ توجہ معاملہ ہے۔

ہر مسلمان کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ مسجد کی تمام سہولیات لوگوں کے عطیات اور ہدیہ کے ذریعے قائم رہتی ہیں۔ چنانچہ ان کی حفاظت، صفائی اور کفایت شعاری کے ساتھ استعمال کرنا ایک عبادت اور امانت داری کا تقاضا ہے۔ ایک ذمہ دار نمازی وہی ہے جو مسجد سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس کی سہولیات کی حفاظت کو بھی اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھے، تاکہ مسجد کا نظام بہتر انداز میں چلتا رہے۔

مسجد کی سہولیات سے استفادہ کرنے کے ساتھ اس کی مالی ضروریات میں حسبِ استطاعت تعاون کرنا بھی ایک باوقار اور ذمہ دار مسلمان کی علامت ہے۔ مساجد میں موجود بے شمار سہولیات خود بخود مہیا نہیں ہوتیں، بلکہ یہ اہلِ خیر کے تعاون وعطیات اور امت کے اجتماعی جذبہ خدمت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ایک مسلمان روزانہ ان سہولیات سے فائدہ اٹھاتا ہے، سکون کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور مسجد کے پاکیزہ ماحول سے مستفید ہوتا ہے۔ ایسے میں یہ احساس بھی زندہ رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی ضروریات پوری کرنا صرف چند افراد یا مسجد انتظامیہ کی ذمہ داری نہیں بلکہ پوری جماعتِ مسلمین کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی ہو تو باقاعدگی کے ساتھ مسجد کی ضروریات میں مالی تعاون کرنا، صفائی ستھرائی اور دیگر انتظامی اخراجات میں حصہ ڈالنا ایک قابلِ قدر عمل اور دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ اگرچہ مسجد کسی سے مطالبہ نہیں کرتی، لیکن ایک صاحبِ احساس مومن کا دل اس بات پر آمادہ ہونا چاہئے کہ جس گھر سے وہ روحانی فائدہ حاصل کر رہا ہے، اس کی آبادکاری اور ضروریات میں بھی اپنا حصہ شامل کرے، تاکہ یہ خیر کا سلسلہ ثوابِ جاریہ کی شکل میں رواں رہے اور زندگی کے ساتھ آخرت میں بھی نعمتوں سے مستفید ہوتا رہے۔

اختتامی کلام

آخر میں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ آدابِ مسجد ایک نہایت وسیع موضوع ہے جس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ایک مختصر کتابچے میں ممکن نہیں۔ اس موضوع پر ماضی میں بھی متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، علماء کے بیانات اور دروس بھی ہوتے رہتے ہیں، اور جتنا اس پر لکھا جائے اتنا ہی کم ہے۔ تاہم موجودہ دور کی مصروف زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مختصر تحریر میں صرف ان چند امور کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی گئی ہے جو روزمرہ مساجد میں عام طور پر مشاہدے میں آتے ہیں اور جن کی وجہ سے عبادت کا ماحول، نمازیوں کی یکسوئی اور مسجد کا وقار متاثر ہوتا ہے۔

اس کتابچے میں بچوں کے شور وشرابے اور اس ضمن میں والدین وسرپرستوں کی ذمہ داری، امام و مؤذن اور مسجد انتظامیہ کا کردار، نمازیوں کے باہمی حقوق، مسجد میں گفتگو، نشست و برخاست، صفائی ستھرائی، مسجد کے وسائل کے ذمہ دارانہ استعمال، مالی تعاون اور دیگر متعلقہ امور کا ذکر صرف اصلاح، خیرخواہی اور یاددہانی کے جذبے کے تحت کیا گیا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ کسی فرد، طبقے، جماعت یا عمر کے کسی خاص گروہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے، نہ ہی بچوں کو مسجد سے دور رکھنے یا ان کی حوصلہ شکنی مقصود ہے۔ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ جب اسے کسی اچھے عمل کی طرف توجہ دلائی جائے یا کسی کوتاہی کی نشاندہی کی جائے تو وہ کھلے دل کے ساتھ اس پر غور کرے اور اپنی

اصلاح کی کوشش کرے۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ مسجد میں اپنے طرزِ عمل اور دیگر معمولات کا جائزہ لیں اور یہ سوچیں کہ ہمارے کسی عمل سے اللہ تعالیٰ کے گھر کے ادب یا کسی نمازی کی عبادت پر منفی اثر تو نہیں پڑ رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے گھروں کی حقیقی تعظیم نصیب فرمائے، مسجد کے آداب کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے اندر احساسِ ذمہ داری، باہمی احترام اور دینی شعور پیدا فرمائے، اور ہماری مساجد کو عبادت، علم، سکون، اخلاص اور روحانی تربیت کے بہترین مراکز بنائے۔ اگر اس مختصر کاوش کے ذریعے کسی مسلمان کے ذہن میں مسجد کے ادب واحترام کا احساس مزید مضبوط ہو جائے اور وہ اپنے طرزِ عمل میں مثبت تبدیلی لانے کی کوشش کرے تو یہی اس تحریر کی اصل کامیابی ہوگی۔